

www.kr-hcy.com



THE HAQ CHAR YAAR WEBSITE
IS DEDICATED IN THE NAME OF
THE COMPANIONS [R.A]
OF
PROPHET [PEACE BE UPON HIM].
WE ARE REVEALING THE TRUTH AND
FACTS ABOUT THE ANTI SAHABAH [R.A]
PROPAGANDA OF
THE NON MUSLIM ORGANIZATIONS.

WWW.KR-HCY.COM

سائل

تحقیق
شبِ اوت

تحقیق
شبِ معراج

رجب کے
روزہ کا حکم

کونڈوں
کی
حقیقت

ضعیف حدیث
پر عمل کرنے
میں مفائد

نصف شعبان
میں ایصال
ثواب

شبِ اوت
میں شیعہ کی
خباہت

فقید العصر مفتی اعظم حضرت آقا محمد رفیع الدین صاحب دامت برکاتہم



سَاتِ مَسَائِل

شبِ معراج، شبِ برات اور رجبِ شعبان کی دوسری پیمائش

— نظر ثانی —

— تالیف —

فقیہ العصر مفتی عظیم حضرت اقدس مفتی سید احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

ناشر

الرشید



سات مسائل

نظم شافی

۱۳۱۳ھ

کونڈوں کی حقیقت

رجب کے روزہ کا حکم

تحقیق شبِ معراج

تحقیق شبِ برات

شبِ برات میں شیعہ کی خیانت

نصف شعبان میں ایصالِ ثواب

ضعیف حدیث پر عمل کرنے میں مفاسد

۱۳۲۳ھ

تمنا علی



دوسرے کے ہاں جا کر اسی جگہ یہ شیرینی کھائیں جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی و مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں، جب اسکا چرچا ہوا تو اسکو حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت ان پر لگائی کہ انہوں نے خود اس مایع کو اپنی فالتو کا حکم دیا ہے، حالانکہ یہ سب منکھرت ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔

شیعو اپنے اور کئی بہت سے عقائد اور خرافات تقیہ اور مکر و فریب کے ذریعہ مسلمانوں میں پھیلا چکے ہیں جن میں سے صرف چند مثالیں رسالہ ”منکرات محرم“ میں درج ہیں۔ واللہ العالیٰ الی سبیل التوفیق،

۲۰، جیب ۸، نمبر ۱



(مستطاب)

رجب کے روزہ کا حکم

سوال ۲۷ : رجب کا روزہ جو عوام میں مشہور ہے اس کا شریعت میں کوئی ثبوت ہے یا نہیں ؟ بقیہ جواب بالتفصیل جو کہ مولیٰ الجلیل ۔

الجواب : باسم مدھمہ الصواب

۲۷، رجب کے روزہ کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ احادیث ذیل میں اس سے ماہفت وارد ہوئی ہے ۔

① عن زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم رجب فقال بنی انکم من شعبان (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۱)

② عن خروشد بن الحرق قال رأیت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یضرب اکف الناس فی رجب حتی یضعوها فی الجحان ویقولے کلوا فانما هو شحر کان یعظمہ اهل الجاہلیۃ (حوالہ بالا)

③ کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اذا رأی الناس وما یعدونہ لرجب کوی ذلک (حوالہ بالا)

④ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لا یمکن ان یبکیا ولا تمکیا ولا رجبیا (حوالہ بالا)

⑤ عن خروشد بن الحرق قال رأیت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یضرب اکف الرجال فی صوم رجب حتی یضعوها فی الطعان ویقولے رجب ویا رجب یا ہما رجب شھر کانت اعظم الجاہلیۃ فلما اجاء الاسلام ترک (کنز العمال ص ۲۰۹ ج ۸)

⑥ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان اسراۃ ذکرۃ لہا انہا تصوم رجب فقالت ان کنیت صائمۃ شھر الاحالۃ فعلیہ بشعبان فان فیہ الفضل (حوالہ بالا)

(۵) عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما ان النبي صلى الله عليه وسلم
 نهي عن صيام رجب (ابن ماجه ص ۱۲۵)
 قال الشوكاني فيه ضعيفان زيد بن عبد الحميد واؤد بن
 عطاء (زيل الاوطار ص ۳۴۷)

قلت ينبغي العمل بالضعيف للحد من المحذور لا سيما اذا
 وافق الحد بشئ الصحيح وتأييداً بان ارا الصحابة رضي الله تعالى عنهم
 كتب "الموضوعات" میں اس بات کی عبادت، اس دن کے روزہ اور
 اس میں بشت کی سب روایات کو غیر مقبول قرار دیا گیا ہے۔

حکمی ابن السبکی عن محمد بن منصور السمعانی انه قال لم يرد
 في استحقاق صوم رجب على الخصوص سنة ثابتة والاخبار التي
 روي فيها واهية (لا يفرج بها حاله زيل الاوطار ص ۳۴۷ ج ۲)

وقال المحافظ حمد الله تعالى في "تبیین العجب بما ورد في فضل
 رجب" بعد انكاره على الروايات الباطلة في فضل رجب (ودوين)
 في "جزء ابن معاذ" الشافعي المروزي وفي "فضائل رجب لعبد العزيز
 الكوفي من طريق ضمرته عن ابن شاذب عن مطر الوراق عن شعرة
 بن حوشب عن ابن هريجة رضي الله تعالى عنه قال من صام يوم
 سيم وعشرين من رجب كتب الله له صيام ستين شهراً وهو اليوم
 الذي هبط فيه جبريل عليه السلام بالرسالة (وهذا) موقع في
 ضعيف الاسناد وهو امثلة ما ورد في هذا المعنى (تبیین العجب)
 امام غزالي رحمه الله تعالى نے اسی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کو احیاء العلوم میں مرفوعاً ذکر فرمایا ہے، امداد الفتاویٰ میں ایک سوال
 میں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دوسری تصنیف "مکاشفة القلوب"
 سے بھی یہی روایت مرفوعاً نقل کی گئی ہے۔

روایت "احیاء" کے ذیل میں عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :
 حديث ابن هريجة رضي الله تعالى عنه من صام يوم سيم وعشرين
 من رجب كتب الله له صيام ستين شهراً وهو اليوم الذي هبط
 رجب کا روزہ

فیہ جبریل علیہ السلام علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ورواہ
ابوموسی المدنی فی کتابہ "فضائل اللہ علیہ والہ وسلم" من رواية
ابن حوشب عنہ (اصحیاء العلوم ص ۱۳۳۶)

اس روایت کی سند کی تحقیق کے لئے ابوموسی المدنی کی کتاب مذکور
کی جستجو کی گئی مگر کوشش کے باوجود دستیاب نہ ہو سکی، بظاہر یہ روایت
وہی ہے جس کے بارے میں حافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اوپر یوں تحریر کیا جا چکا ہے :
"یہ موقوف ہے، ضعیف ہے، اس سلسلہ میں کسی اور روایت میں
اس جتنی صلاحیت بھی نہیں ہے"

اگر کوئی دوسری سند فرض کر لی جائے تو بھی اس میں شہر بن حوشب
تو ہے ہی جو ضعیف ہے۔ اس کے بارے میں ضعیفہ کے علاوہ منکر
مقاطع، لایحییہ، محمدیہ، ولایتین، بہ جیسے الفاظ بھی کہے گئے ہیں
(تہذیب التہذیب ص ۱۳۶)

علاوہ ازیں یہ روایت وجہ ذیل کی بنا پر بھی قابل قبول نہیں :

① مندرجہ بالا احادیث مرفوعہ و آثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
خلاف ہے۔

② معقول ہے، اس لئے کہ اس میں اس دن کو مبدأ وحی بتایا
گیا ہے جو بالاتفاق غلط ہے۔

③ عوام اس روزہ کی فضیلت معراج کی وجہ سے سمجھتے ہیں حالانکہ
اس کا شب معراج ہونا مختلف فیہ ہے، اقوال مختلفہ میں سے کسی کے
لئے کوئی وجہ ترجیح نہیں۔ اسکی تفصیل رسالہ "تحقیق شب معراج"
میں ہے۔

④ مذہب شیعہ میں ابتداء وحی اور معراج کی تاریخ ۲۷ رجب ہے
جیسا کہ ان کی کتاب "تختہ العوام" میں تحریر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ روایت کسی شیعہ نے وضع کی ہے۔

حاصل یہ کہ اس دن کا روزہ بدعت اور ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
ارزی قعدہ ۱۳۸۵ھ



مَنْ أَحَدَّثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنَّا قُلُوْا بِهِ (متفق علیہ)
جو چاہے اس دین میں کوئی نئی بدعت نکالے گا جو اس میں نہیں وہ مرد فحش ہے



شبِ معراج کو یقینی طور پر ۲۷ رجب قرار دینا جہالت ہے
اس بات میں عبادت کو زیادہ ثواب سمجھنا بدعت ہے

۲۷ رجب کو

عبادت کی رات سمجھنا جہالت و بدعات کا مجموعہ

بدعت کیا ہے؟

بدعت! اللہ تعالیٰ کی حکومت کے مقابلہ
میں اپنی متنازیر حکومت قائم کرنا ہے۔

بدعت! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے علم سے اپنے علم کو زیادہ قرار دینا ہے۔

بدعت! حضرات صحابہ کرام رضی اللہ
تعالیٰ عنہم پر دین سے بھاعنائی اور فکر
آخرت سے غفلت کا الزام ہے۔



تحقیق شرب معراج

سوال : شرب معراج ۲۷ رجب میں عبادت کا سنوں طریقہ کیا ہے؟ مفصل تحریر فرما کر سنوں فرمائیں، بیکنواسی جودا۔

الجواب باسم ملہم القنواب

شرب معراج کے بارے میں چند غلط نظریات بہت عام ہو چکے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے :

① ۲۷ رجب کو یقیناً طور پر شرب معراج قرار دینا۔

② شرب معراج کو عبادت کی رات سمجھنا۔

③ عبادت کے لئے مخصوص اقسام کی تعیین۔

نظر یہ اولیٰ کی تردید :

۲۷ رجب کو یقیناً طور پر شرب معراج قرار دینا سراسر غلط ہے، اس میں کئی اقسام

کے بہت اختلافات ہیں، صرف تاریخ ہی میں نہیں بلکہ مہدا میں، سال میں، مہینے میں، تاریخ میں، دن میں، ہر ایک میں کئی کئی اقوال ہیں۔

مہداً :

اس میں پانچ اقوال ہیں :

① بیتہ صلی اللہ علیہ وسلم

② بیت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

③ حطیم

④ قریب حجر اسود

⑤ بین المقام دوزمزم

سالہ ادرا سے کے اجسزار :

اس میں تقریباً پچھتیس اقوال ہیں :

- ① قبل البعثة
- ② بعد البعثة ایک سال چھ ماہ = رمضان
- ③ سہ ماہ نبوی
- ④ بعد البعثة پانچ سال = ربیع الاول
- ⑤ سہ ماہ نبوی
- ⑥ بعد البعثة دس سال = ربیع الاول
- ⑦ بعد البعثة دس سال تین ماہ = جمادی الآخرہ ⑧ سہ ماہ نبوی
- ⑨ قبل الهجرة چھ ماہ = رمضان
- ⑩ قبل الهجرة آٹھ ماہ = رجب
- ⑪ قبل الهجرة ایک سال = ربیع الاول
- ⑫ قبل الهجرة ایک سال دو ماہ = محرم
- ⑬ قبل الهجرة ایک سال تین ماہ = ذی الحجہ
- ⑭ قبل الهجرة ایک سال چار ماہ = ذی قعدہ
- ⑮ قبل الهجرة ایک سال پانچ ماہ = شوال
- ⑯ قبل الهجرة ایک سال چھ ماہ = رمضان
- ⑰ قبل الهجرة تین سال = ربیع الاول
- ⑱ قبل الهجرة پانچ سال = ربیع الاول

بعثت میں دو قول ہیں، ربیع الاول اور رمضان، ہجرت میں بھی دو قول ہیں، بعثت سے دس سال بعد اور تیرہ سال بعد۔ اس طرح عدد مذکور تقریباً دو گنا ہو جائے گا، نمبر ۱۰ میں نمبر ۱ اور نمبر ۱۱ میں نمبر ۱۲ داخل ہیں، معلومہ انھیں مستقل اسی بنا پر شمار کیا ہے۔

ماہ :

اس میں آٹھ اقوال ہیں :

محرم، ربیع الاول، ربیع الآخر، رجب، رمضان، شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ۔ ان میں سے بعض مہینوں کے اقوال کی کتب سیرت میں تصریح ہے اور بعض سالوں کی مذکورہ فہرست سے التزاماً ثابت ہوتے ہیں۔

تاریخ :

اس میں نو سے زیادہ اقوال ہیں :

باب رد الہدات

۱۳ ربیع الاول، ۱۴ ربیع الاول، ۲۷ ربیع الاول، ۱۵ ربیع الآخر، ۲۷ ربیع الآخر،
۲۷ رجب، ۱۷ رمضان، ۲۷ رمضان، ۲۷ شوال۔

یہ نو اقوال پانچ مہینوں کی تواریخ میں ہیں، بقیہ تین ماہ محرم، ذی قعدہ، ذی الحجہ
کی تواریخ منقول نہیں، اس طرح تواریخ میں مجموعہ اقوال نو سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔

دلت :

اس میں تین اقوال ہیں : جمعہ، ہفتہ، پیر۔

ان اقوال کثیرہ میں سے کسی کے لئے کوئی وجہ ترجیح نہیں۔

۲۷ رجب سے متعلق حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وقد اختلفوا في الاحتفال بعبد العزیز بن سعود المقدسی فی سببہ ان الامراء
کان لیلة السابع والعشرون من رجب وقد اوردوا حدیثا لا یصح سنداً و ذکرنا
فی فضائل مشہور رجب (مبدایہ ص ۱۰۹ ج ۳)

غرضیکہ کوئی قول بھی کسی دلیل پر مبنی نہیں، اسب محض خیالات ہی خیالات ہیں۔
چونکہ اس بات یا دن سے متعلق کوئی حکم شرعی اور کسی قسم کی کوئی عبادت نہیں، اسلئے
نہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود اسکی طرف کوئی اشارہ فرمایا اور نہ ہی حضرت
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے دریافت کرنے کی ضرورت سمجھی، اسکی
تعمین کو لغو قرار دیکر اس سے مکمل طور پر سکوت اختیار کیا گیا، بلکہ یہ وجہ فساد عقیدہ
وجہات ہونکی وجہ سے اسکی طرف توجہ اور اسکی تحقیق کو گونا گونا گوار قرار دیا گیا۔

اگر حفاظت دین کی یہ مصلحت پیش نظر نہ ہوتی تو کم از کم خمس حالات حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم کو حقوق و مقتضیات محبت ہی میں شمار کر کے اس کے بارے میں کسی صحابی
نے سوال کر لیا ہوتا۔

اس بحث کے آخر میں ابو امامہ بن النخاش، علامہ قسطلانی اور علامہ زرقانی
رحمہم اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بھی پڑھ لیجئے، موابہد لہ نمبر مع شرح زرقانی میں تحریر ہے :
(روایۃ لیلة الاسراء فانہ ریأت فی الرحمة العلوی فیہا احد یث صحیح) اور ادبہ ما
یشمل الحسن بدلیل قولہ (ولا ضعیف) ولنا لک لہ بعینہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لا صحابہ ولا کمینہا احد من الصحابة باسناد صحیح ولا تھم الی الاذن وان یعم

والی ان تقوم الساعة فيها شيء من لانها اذا لم يصح من اول الزمان لزم ان لا يصح
ففي بقية لعدم امکان تجدد واحد عاقله بطلان على ذلك بعد الزمن الطويل
وهذا لا يشكل عليه ما قيل ان كان ليلة سبع عشرة او سبع وعشرين خلت من
شهر، يوم الاول او سبع وعشرين من رمضان او من جميع الاغوار من حجب و
اختيار وعليه العلم لان ابن النقاش لو ثبت الخلاف فيها من اصله وانما نفى
تعيين ليلة بخصوصها للاسراء وانما احتمل (ومن قال فيها شيئا فانما قال من كيسه)
اي من عند نفسه وذلك استناد لقول يعتمد عليه (ما خرج ظهر له استئناس به) لما
جزم به (ولهذا) اي عدم اتيان شيء فيها (تصادمت الاقوال فيها وتباينت ولم
يشك الا في بعضها على شيء ولو تعلق بها نفع للامة ولو ذرة) اي شيئا قليلا (جدد الالبنة
لهم نبيهم صلى الله عليه وسلم) لا تتجدد من على نفقهم (المتن) حكاه
ابن امانة (نور فاني على المواهب ص ۶۳۹)

کتنے وثوق و اعتماد کے ساتھ پوری دنیا کو متحد کی اور پیچ کر رہے ہیں کہ اس بارے
میں تاقیامت کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی پیش نہیں کر سکتا۔

۲۷ رجب کی شہرت شیعیت کا اثر ہے، مذہب شیعہ میں ابتداء وحی و اسرار کی
تاریخ ۲۷ رجب ہے۔ جیسا کہ ان کی مشہور کتاب "تحفة العوام" میں تحریر ہے۔

شیعہ قوم نے تبلیں اور عیاری و مکاری میں خصوصی بہارت کے ساتھ اپنے
بہت سے عقائد و نظریات مسلمانوں کے دل و دماغ میں انتہائی چابکدستی سے اس طرح
آٹار دیے ہیں کہ کسی کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا، انکی فریب کاریوں کی فہرست بہت
طویل ہے جن میں سے بعض کا بیان میرے رسالہ "منکرات محرم" میں ہے۔

نظر میں ثانیہ کی طرف دلا

عبادت کے لئے اس رات کی تخصیص کا کوئی ثبوت نہیں، لہذا اس کو خاص طور
پر عبادت کی رات سمجھنا بدعت ہے۔

اگر دوسری مبارک راتوں کی طرح اس رات میں بھی عبادت کی کوئی فضیلت
ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بیان فرمائے اور اُمت کو انکی ترغیب دیتے۔
اور مواہب لذنیہ اور شرح ندقانی سے ابوامامہ بن النقاش، علامہ قسطلانی اور

علامہ زر قانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور حلیج نقل کیا جا چکا ہے کہ رختی دنیا تک ایسی کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی نہیں مل سکتی۔

وقال العلامة الألوسی رحمہ اللہ تعالیٰ بعد نقل الاقوال المختلفة والأراء المضطربة في تعيين ليلة الاسراء وهي على ما نقله السفيريني عن الجوهري لا فضل لليالي حتى ليلة القدر (راي قوله) لعدم لزوم التعبد فيها والتعبد في ليلة القدر مشروط الى يوم القيامة (روح المعاني ص ۲۷۱)

قال الامام الغزالي رحمہ اللہ تعالیٰ وليلة سبع وعشرين منه وهي ليلة المعراج وفيها صلاتة مأثورة فقد قال صلى الله عليه وسلم للعامل في هذه الليلة حسنات مائة سنة فمن صلى في هذه الليلة اثنتي عشرة ركعة يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة من القرآن ويشهد في كل ركعتين ويسلم في آخرهن ثم يقول سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر مائة مرة ثم يستغفر الله مائة مرة ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم مائة مرة ويحسب نفسه بما شاء من امر دنياه وآخرته ويصيح صائماً فان الله يستجيب دعائه كله الا ان يدعو في معصية۔

قال العلامة العراقي رحمہ اللہ تعالیٰ "حدثني الصادقة المأثورة في ليلة السابع والعشرين من رجب" ذكر ابو موسى المديني في كتابه "خصائل الليلي والايام" ان ابا محمد الحارثي رواه عن طريق الحاكم في عبد الله عن رواية محمد بن الفضل عن ابيه عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً، ومحمد بن الفضل وابان ضعيفان جداً والحدیث منكر واسعياً العلوم (ص ۱۲۱)

نظریہ ثالثہ کو ردید ۱

جب یہ ثابت ہو گیا کہ شب معراج میں کوئی عبادت مشروع نہیں اور اسکو عبادت کی رات سمجھنا بدعت ہے تو اس میں عبادت کا کوئی خاص طریقہ متعین کرنا اللہ سے منسوب کھنا بطریق اولیٰ بدعت شنیعہ اور بہت سخت گناہ ہے،





ایک نہایت اہم سوال

ادھر بہت زبردست اشکال

○ شبِ معراج کی تعیین میں تقریباً پچیس اقوال ہیں۔

○ اس قدر اہم اور ایسی مبارک رات کے بارے میں اتنا شدید اختلاف کیوں؟

○ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک رات کی تفصیل تو بیان فرمائی

مگر اس کی تعیین سے مکمل سکوت کیوں اختیار فرمایا؟

○ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس شب کو تلاش کرنے کی کوئی

کوشش کیوں نہیں فرمائی؟ اس قدر بے اعتنائی کہ کسی ایک صحابی نے بھی اس بارے

میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں پوچھا۔

○ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدت محبت

کی وجہ سے آپ کے وہ حالات بلکہ خدو و خال تک بھی بہت غور سے دیکھتے تھے جن سے کوئی

حکم شرع متعلق نہیں، غلبہ شوق سے ایک دوسرے سے پوچھتے، بتاتے اور باہم مذاکرہ

کر کے لطف اندوز ہوتے، اس عشق و محبت کے باوجود انہوں نے شبِ معراج سے

اس قدر بے اعتنائی کیوں برتی؟

جواب : اس کا جواب پوری دنیا سوچنے بیٹھنے اور قیامت تک سوچتی رہے

تو بھی اس کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں نہ تو

کسی خاص عبادت کا حکم فرمایا ہے اور نہ ہی اس میں عام عبادات کی کوئی فضیلت اور

دوسری راتوں کی نسبت اجر و ثواب میں کوئی زیادتی بیان فرمائی ہے، اس لئے حضرات

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی تعیین کی طرف توجہ کو بے سود اور لغو و عبث قرار دیا۔

اس جواب کے بعد بھی یہ اشکال بدستور باقی ہے کہ اگرچہ اس سے کوئی حکم شرع

والبتہ نہیں تاہم بمقتضائے محبت ہی اس طرف توجہ کی جاتی، جب حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے ندو خال اور نقش و نگار کو بھی محض بھتقتنائے محبت ضبط کرنے کا اہتمام کیا گیا تو آخر اس شب سے اس قدر بے اعتنائی کی کیا وجہ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس شب میں خرافات و بدعات کی بھرمار کا شدید خطرہ تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ستر باب کی نغز سے اس کو مبہم رکھنا ہی ضروری سمجھا۔

دین اسلام کی اور بالخصوص اس مبارک رات کی خرافات و بدعات سے حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمودہ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلوب میں اتارا کردہ اس تدبیر کو بعد کے عاشقان رسولؐ نے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا، صراطِ مستقیم سے گھٹا انحراف کر کے ۲۷ رجب کی تعین بھی خود ہی گھر بیٹھے کر لی پھر اسکو عبادت کی رات قرار دینے اور اس میں طرح طرح کی عبادات خود ایجاد کرنے کی بدعات بھی۔ **وَلِلَّهِ حُكْمُ الْعَالَمِينَ** سے الحوادث فی الدین۔

۸ شعبان ۱۴۱۰ھ ہجری





الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَارْتَضَيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام

تمام کر دیا اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کر دیا۔

مَنْ بَخِلَ فِي أَثَرِهَا فَلَا مَالَهُ فِي شَيْءٍ فَيُكْوَرُ رُكْ (مستحق علیہ)

میں جو ہمتاس دین میں کوئی نئی بدعت نکالے گا جو اس میں نہیں وہ مردود ہے۔

مَنْ بَخِلَ فِي أَثَرِهَا فَلَا مَالَهُ فِي شَيْءٍ فَيُكْوَرُ رُكْ (مستحق علیہ)

”ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔“

لَهُنَّ سِتَا بِأَمْرِ رَبِّهِ وَأَبَا الْإِسْلَامِ وَرَحِمَاتُ

وَعَلَيْهِمْ سَلَامٌ مِّنَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَسَلَامٌ مِّنَ رَبِّكَ وَرَحِمَاتُ

آہم اللہ کو رہبان کر اور اسلام کو دین بان کر اور حضرت محمد صلی اللہ

علیہ آلبہ کو نبی مان کر راضی ہیں۔

بزہد و ورع کو شش و صدق و صفا

و لب کن میفرمائی بر مصطفیٰ م نام

”زہد و تقویٰ اور صدق و صفا میں خوب کو شش کر لیکن حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر زیادتی ہرگز نہ کرے۔“





تحقیق

شبِ برات

نصف شعبان کے فضائل و احکام میں مقتدل کلام



دنیا و آخرت میں راحت و سکون کا نسخہ

قرآن و حدیث اور عقل سلیم کا فیصلہ ہے کہ دنیا و آخرت کی ہر مصیبت و پریشانی سے حفاظت اور راحت و سکون کا واحد ذریعہ صرف یہ ہے :

”اللہ تعالیٰ کے سب نافرمانیوں سے توبہ کر کے پوری زندگی اسلام کے مطابق بنائی جائے۔“

جن روایات میں اوقات مبارکہ میں عبادت یا بعض خاص اُرداد پر مصائب و غموں و آخرت سے نجات کی بشارات ہیں ان کا مطلب یہ ہے :

① اس نیت سے نفل نماز یا اُرداد پڑھے کہ ان کی برکت سے سب گناہ چھوڑنے اور پوری زندگی شریعت کے مطابق بنانے کی ہمت پیدا ہو جائے۔

② ہر قسم کے گناہوں سے غیبِ ندامت سے استغفار کرے۔

③ مکمل دیندار بننے کے لئے پوری کوشش بھی کرتا ہے۔

④ دُعا کا بھی دائمی معمول بنائے۔

پس شرائط کے ساتھ نفل نماز یا اُرداد پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے گناہوں کا چھوڑنا اور پوری زندگی شریعت کے مطابق بنانا آسان ہو جائے گا تو ہر مصیبت سے نجات ملے گی۔

گناہوں سے بچنے، پانے کی فکر اور کوشش کے بغیر محض اُرداد و نفل سے سکون مل جانے کا خیال بالکل غلط اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح فیصلوں کے خلاف ہے۔



تحقیق شبِ بَرَات

سوال ۱: شیخ عبدالعزیز بن باز کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ پندرہویں شعبان کی کوئی فضیلت کسی حدیث سے ثابت نہیں، دہلی شام کی مختصر بدعت ہے، جبکہ یہاں کے علماء اسکے فضا کی میں کوئی احادیث بیان کرتے ہیں، اس کی حقیقت تحریر فرمائیں، بقیہ التوفیق

الجواب باسم واللہ الصواب

میں نے ۱۳۱۲ھ میں اس کا مستقل جواب بنام ”عظمت شعبان“ لکھا تھا جو میرے رسالہ ”سات مسائل“ میں شائع ہوا تو اس کے بعض مباحث پر بعض علماء نے اشکال کیا ہر کیا، اس لئے اس پر نظر ثانی کی گئی جس کا ماحصل یہ ہے:

- ① اس رات کا نام ”شبِ بَرَات“ کسی روایت سے ثابت نہیں۔
- ② اس میں نزولی قرآن اور تقدیر کے فیصلے ہونے کے خیالات بعض قرآن کے فلاں ہیں اس بارے میں کوئی روایت بھی ایسی قوی نہیں کہ اس کا قرآن سے تقاضا رفع کرنے کے لئے مختلف بے بنیاد آیات بعید تلاش کرنے پر محنت کی جائے (تفسیر ابن کثیر ص ۱۲۷ ج ۲)
- ③ اس میں اموات کو عیصالِ ثواب کی رسم بدعت ہے، بہشتی زیور اور اصلاحِ ابروم میں اس کی منیت تحریر ہے مگر حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے امداد الفتاویٰ میں اس سے رجوع کا اعلان فرمایا ہے، حضرت حکیم الامت قدس سرہ کی تحریر آگے آرہی ہے۔
- ④ قبرستان جا کر اموات کے لئے دعا و مغفرت میں اختلاف ہے جسکی تفصیل امداد الفتاویٰ میں ہے، شیوخ بدعات و منکرات اور غلبہ فساد کے اس دور میں بالافتقار منوع ہے۔
- طویل بحث کے بعد اکابر علماء دیوبند و جمہ ائمہ کے آخری فیصلہ کی تحریر آگے آرہی ہے۔
- ⑤ اس دن کا روزہ کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں، فقہ کی کسی کتاب میں بھی اس کا

کوئی ذکر نہیں، اس لئے اس کو سنت یا مستحب سمجھا جائز نہیں،

۶) اس رت کی فضیلت میں اختلاف ہے، ایک جماعت کسی بھی قسم کی فضیلت کی ستر ہے جس کی تفصیل کتب ذیل میں ہے :

① احکام القرآن لابن العربی ص ۱۶۷ ج ۲

② الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص ۱۲۷ ج ۱۶

③ لطائف المعارف لابن رجب ص ۱۲۳

④ الحاوت والہدایہ لطوشی ص ۱۳۰

⑤ تذکرۃ الموضوعات للبیتنی ص ۳۵ ⑥ انقضاء الصلوات المستقیم لابن تیمیہ ص ۲۷

ان کتب کی عبارات آگے آرہی ہیں۔

جمہور افراد عبادت مطلقہ کی فضیلت کے قائل ہیں۔

اس پر پوری اُمت کا اجماع ہے کہ اس رات میں کسی قسم کی عبادت کی تعین، اس میں مختلف اقسام کی تعینات واجبہات وغیرہ سب خرافات و بدعات ہیں، اس بارے میں یقینی بھی روایات ہیں سب موقوفہ ہیں۔

⑤ بحث روادع بعض علماء کی تحریرات سے اعتماداً نقل کی گئی تھی، ان علماء پر اعتماد کے علاوہ حوالجات کے مراجعہ سے تصدیق بھی کر لی، مزید تحقیق و تنقیر کی ضرورت نہ سمجھی، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ بحث نامکمل ہے، اس پر اعتماد نہ کیا جائے، بعض دوسری کتابوں میں بعض روادع کی تعدیل بھی منقول ہے جس کے مقابلہ میں روایات جرح مجروح ہیں۔

مذکورہ بالا نمبروں کی پانچ ترتیب تفصیل :

② قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ :

ومن قال انها ليلة النصف من شعبان كما روينا عن حماد بن عمار فقد اهدانا الله سبيلاً
فصل القرآن انها في رمضان والحدیث الذی رواہ عبد اللہ بن صالح عن اللہ بن حسن
عقیل عن الزہری اخبرنی عثمان بن محمد بن المغیرۃ بن الاقرس قال ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال تقطع الأجال من شعبان الى شعبان حتی ان الرجل لیبکک و
یول له وقد اخرج اسمہ فی الموطأ فهو حدیث مرسل ووثقه لا یعارض بہ المصنف
(تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۷ ج ۲)

”اور میں نے کہا کہ یہ نصف شعبان کی رات ہے جیسا کہ مکرّمہ سے روایت کی جاتی ہے اس نے یقیناً بالکل بے عمل بات کہی ہے، اس لئے کہ بلاشبہ فص قرآن ہے کہ یہ شب یقیناً رمضان میں ہے اور وہ حدیث جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے :

”ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک کے فیصلے ہوتے ہیں، حنفی کہ ایک شخص نکاح کرتا ہے اور اس کے ہاں بچہ بھی پیدا ہو جاتا ہے حلالہ اسکا نام اموات میں لکھا ہوتا ہے ۛ

یہ حدیث مرسل ہے، اس قسم کی روایات سے نفوس قرآن کا تعارض نہیں کیا جاسکتا؟

فیصلہ اکابر علماء دیوبند

(۳۳)



الفاظ حدیث اور تحقیق شراح سے اس قدر ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس رات میں یقیناً تشریف لیجانا اور دعا فرمانا بعض خصوصیات کی وجہ سے تھا جن میں سے اموات مسلمانوں کو بھی علوم رحمت و دعا کے مغفرت میں شامل فرمانا تھا، اور اگرچہ یہ خسریج اور دعا و دعاوت ستمو ہو تب بھی اس خاص رات کا خروج اور دعا و دلیل استحباب دعا و اموات فی لیلۃ البراءۃ ہے، کیونکہ جیسا اس شب میں نازل رحمت خصوصیت کے ساتھ ہے جیسا کہ وارد ہوا :

یُنْزَلُ فِيهَا الْقُرْآنُ وَالْمَغْفِرَةُ، الحدیث

اسی طرح آپ کا خروج بھی دیگر ایامی کے خروج سے ممتاز و خاص تھا، بہر حال اس قدر حدیث سے ضرور ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یقین میں تشریف لیجانے اور دعا میں مشغول ہونے کی یہ وجہ فرمائی :

اِنَّ لَّيْلَةَ تَعَالَى يَنْزَلُ لَيْلَةَ التَّغْفِرِ مِنْ شَعْبَانَ، الحدیث

پسوج اس رات میں خروج الی القابض و الی الاموات بھی حدیث کا مدلول ہوا، لیکن یہ ضرور ہے کہ اس کا التزام اور اس پر اصرار ٹھیک نہیں، اور جو خرابیاں اس پر متفرع ہیں

تحقیق شب براءت

وہ ظاہر ہیں، پس ان عوارض کی وجہ سے منع کرنا ہی احوط ہے۔

وہ جو صدقہ و خیرات کے لئے یہ رات جو تکہ ایک وقت مستبرک و مقبول ہے، اس لئے کچھ مضائقہ اس میں نہ تھا، مگر عوام کے ذمہ تمیز و تفریق کی وجہ سے اس خصوصیت کو اختیار کیا جاوے گا۔

حاصل یہ ہے کہ حکم صدقہ و خیرات کا مطلقاً ہے، جمیع اوقات اس کے مل جل ہی خصوصاً اوقات وازمنہ مستبرک، مقبول میں زیادہ تر امید قبولیت ہے، لیکن دوسرے وجہ سے اس خصوصیت کو منع کیا جاوے گا، دھار اسوات جو اس رات میں ثابت ہے اس پر قیاس کر کے خصوصیت صدقہ و خیرات ثابت کرنا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔

ملاحظہ قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لے جو کچھ اس حدیث کی شرح میں ارقام فرمایا ہے اس کا نقل کر دینا مناسب ہے :

(فقال ان الله تعالى يزل) ان من الصفات الجليلة الى التوروت المجردة لئلا يظفر في هذا التجلي ازقلا وروى الحديث سبقت رخص على خطبي وفي رواية بغيره (ليلة النصف من شعبان) وهي ليلة البركة واهل وجه تخصيصها لاختار ليلة مباركة فغيرها يفرق على امر حكيم ويد بر كل خطب عظيم بما يقع في السنة كلها من الاحياء والامانة وغيره من حق يكتب الحجاج وغيره من السما والارض ان قاله اهل السماء القريبة من اهل الانبيا المتلوذين بالنعمة المحاجين الى انزال الرحمة عليهم واذبال المغفرة وظاهر الحديث ان هذا النزول الممكن به عن التجلي العظيم ونزول الرحمة الكريمة والنعمة العظام لا سيما اهل البقيم بعد هذه الليلة فقامت از بذلك على سائر الاليان اذ النزول الوارد فيها خاص بثلث الليل (فيغفر لامرئ من عدو وشره غفره كلب) ان قبيلة بنو كلب وخصهم لانهم اكثر غنا من سائر العرب، نقله الالبهري عن الانوار ان المراد بغفرانه اكثر عدو الذي نوبل المغفرة لاهل واصحابها وهكذا رواه البيهقي، اما ال حدیث الاخری فو غفر لجميع خلقه فالمراد اصحابها، والحاصل ان هذا الوقت زمان التجليات الرحمانية والتفريعات الصمدية والتقويات السبعانية الشاملة للعالم والخاص وان كان العطا الاخرى لارباب الاختصاص فالمناسب الاستيفاط من نوح الغفلة والتعريف

بامہر و ہمدان

انفحات الرحمة وانا رئيس المستغفرين واني المسترحم وشفيع المذنبين
بل ورحمة للعلماء خصوصاً اصوات المساكين من الانتصار والمهادنة بين فلا الحقيق بل
الا ان يكون متشابهاً بين يدي نبي او غير بالغفر ؟ لا معنى واطلب زيادة الرحمة
لن اني فانه ليس لاحد ان يستغفر عن نعمة او يستنكف عن عبادته والتعرض
لآخر ان رحمة وقل اراد الله لك الخير ببقاءك وتوكل المنام ووتابعة سيد الان وفرو
حصول الغفران بكونك عليه الصلاة والسلام انتهى (مروقة مشكوة) فقط۔

کتبہ عزیز الرحمن علی منہ

۱۳۲۲ھ میں الشہادہ ۱۳۳۲ھ

احقر شرف علی عرض درسا ہے کہ اسکے ساتھ ایک پرچہ بھی تھا اس میں لکھا تھا :
”بندہ نے جو کچھ اسکے شغل لکھا ہے بڑے مولانا (یعنی حضرت مولانا محمود حسن صاحب) لکھ
کوشنا لیا ہے“

اور خلاصاً یہ کہ دیوبند کا یہ ہے :

”احقر کے دوسرے کے درجہ تھے۔“

ایک یہ کہ وریث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دال ہے مرنے کے بعد تخصیص فیلت لکھا ہوا
بنا لیا اور خلاصاً یہ ہے۔

دوسرا یہ کہ اس دعا پر دوسرے طرق ایصال ثواب کو تیس لکھا جاسکتا ہے، اس
فیصلہ میں جزو اول کو ثابت رکھا ہے مگر حواض کے سبب خیر صحت الیٰ اللہ تعالیٰ کے منع کو
احقر لکھا ہے۔

احقر بعض علماء متاخرین کی تصریح بھی اس کی مؤید ہے، جیسا کہ ویرین کہہ ایک کاوڈ
مرقومہ سر رمضان المبارک میں حضرت مجیدہ کدوچ نے یہ عبارت لکھی ہے :
”یہ خیال رہا کہ فقہاء نے بھی لیلۃ الابرار میں کہیں زیارت قبور کا استحباب لکھا
یا نہیں ؟ تلاش کرنے کی فرصت نہ ہوئی اور جو کہیں دیکھا گیا تصریح نہ مل، انہی
مولانا عبد الحلیم لکھنوی نے رسالہ نور الایمان میں ایک غیر معروف کتاب غرائب
کے حوالہ سے اس شب میں استحباب زیارت قبور نقل فرمایا ہے اور اس وریث
یہ استدلال کیا ہے“

تحقیق شبِ براد

ان دلیلۃ الحق یفرق فیہما کل امر حکیم دلیلۃ النصف من شعبان، وانہما تسمی
 لیلة البرادۃ، وقد ذکرنا قولہ والرود علیہ فی غیر ہذا الموضع، وان الصحیح انما
 ھو لیلة القدر علی ما بیننا ۵، روى حماد بن سنان قال اخبرنا ربيعة بن كشموم قال :
 سأل رجل الحسن إذا عدي فقال : يا أبا سعيد، رأيت ليلة القدر في كل
 رمضان ۶؟ قال : اي والله الذي لا اله الا هو، انها في كل رمضان، انها الليلة
 التي يفرق فيها كل امر حكيم، فيها يقضي الله كل خلق ورجل ورزق وعمل
 الى مثليها، وقال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما : يكتب من ام الكتاب
 في ليلة القدر ما يكون في السنة من موت وحياة ورزق ومطر حتى المحرم،
 يقال بحجج ثلاثين ومجرب ثلاثين، وقال في هذه الآية : انما امر الرجل يشق
 في الاسواق وقد وقع اسمه في الموتى، وهذه الابانة لاحكام السنة انما هي
 للمصلحة المركبة باسباب الخلق، وقد ذكرنا هذا المعنى انفا، وقال القاضي
 ابو بكر بن العربي : وجمهور العلماء على انها ليلة القدر، ومنهم من قال : انها
 ليلة النصف من شعبان، وهو باطل لان الله تعالى قال في كتابه الصادق
 الفاطم : "ثمن رمضان الذي انزل فيه القرآن" فنص على ان ميقات نزوله
 رمضان، ثم عين من زمانه اليك ههنا بقوله : "في ليلة مباركة" فمن زعم
 انہ فی غیرہ فقد اعظم الضرر علی اللہ، ولین فی لیلة النصف من شعبان
 حدث یعول علیہ لانی فضلا ولا فی نسخ الاجال فیہما فلا تلتفتوا الیہما
 (المجامع الاحکام القرآن مثلاً ص ۱۶)

"کتاب العروس کے صنف نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے طویل حدیث
 نقل کی ہے اور کہا ہے کہ آیہ کریمہ : "فیہا یفرق کل امر حکیم" سے شب نصف
 شعبان مراد ہے، اس میں تقدیر کے فیصلہ ہوتے ہی، اور اسکا نام "لیلة البرادۃ" ہے
 ہم نے اس کے اس خیال پر دوسری جگہ زد کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ
 لیلة القدر ہے۔ حماد بن سلمہ نے کہا کہ ہمیں ربیعہ بن کثوم نے بتایا کہ ایک شخص نے
 میرے سامنے حضرت من بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا :
 کیا لیلة القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے؟

انہوں نے فسّر ملایا :

”ہاں ! اس الشّر کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ! بلاشبہ وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ یہی وہ رات ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں فیہا یفرق کل امر حکیمہ وارد ہے، اسی میں تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسی رات میں پیداؤ، موت، رزق اور کام و خیر و ہر چیز کا فیصلہ فرماتے ہیں۔“

اور حضرت امین عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں :

”لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے سال بھر میں جو کچھ ہونے والا ہے لکھا جاتا ہے، موت، حیات، رزق، بارش وحشی کہ یہ بھی کہ فلاں فلاں شخص حج کرے گا، تو کسی کو بازاروں میں چلتے پھرتے دیکھتا ہے حالانکہ اس کا نام اموات میں لکھا جا چکا ہے اور یہ سال بھر کے احکام کا اظہار ان ملائکہ کے لئے ہوتا ہے جن کے سپرد اسباب خلق ہیں۔“

اور قاضی ابوبکر ابن العربی نے کہا ہے :

”جمہور علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور بعض کا خیال ہے کہ نصف شعبان کی رات۔ یہ خیال بالکل باطل ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کچی اور قطعی کتاب میں فرمایا ہے :

”شھادۃ رمضان الذی انزل فیہ القرآن“

سو اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمادی ہے کہ قرآن رمضان میں نازل ہوا ہے، پھر یہاں شب نزول قرآن کو ”لیلۃ مبارکہ“ سے تعبیر فرمایا، سو میں نے غیر رمضان میں نزول قرآن کا خیال ظاہر کیا اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا فحشاء کیا، شب نصف شعبان کے بارے میں کوئی قابلِ اعتماد حدیث نہیں، نہ اس کی فضیلت کے بارے میں اور نہ اس میں تقدیر کے فیصلوں کے بارے میں، اس لئے اس رات کی طرف کوئی التفات نہ کرو۔“

(۴) قال الحافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ :

”دلیلۃ النصف من شعبان کائن التابعون من اہل الشام کما لہ یوم معدان و مکحول و لقمات بن قاسم و غیرہم یعظمونہا و یجتہدون فیہا فی العبادة و تحقیق شب برات“

عندہ ماخذ الناس فضلوها وتعظيمها وقد قيل انہ بلغہم فی ذلک اکثر اسمائہا فلما اشتهر ذلک عنہم فی البلدان اختلفت الناس فی ذلک فعنہم من قبلہ منادون ان تعظیمہا منہم طائفة من حبائہ اهل البصرة وغیرہم وانکر ذلک اکثر علماء الحبشہ ومنہم عطاء وابن ابی ملیکہ ونقد جیل الرحمن بن قیس بن اسلم عن فقہائہ اهل المدینة وهو قول اصحاب مالک وغیرہم وقالوا ذلک کلمہ بدعة واختلف علماء اهل الشام فی صفة احیاءہا علی قولین فمنہا انہ یستحب احیاءہا جماعۃ فی المسجد کانت خالداً بن سعد ان ولقد کان بن عامر وغیرہما یلبسون فیہا احسن ثیابہم یتبخرون یرکتحلون ویقومون فی المسجد لیسلمہم ثلاث ووافقہم اسحق بن راہویہ علی ذلک وقال فی قیامہا فی المساجد جماعۃ لیس ذلک بدعة نقلہ عنہ عروبہ الکروانی فی مسائکہ والذہبی انہ یکبرہ الاجتماع فوہا فی المسجد للصفۃ والقبض والدعاء ولا یکبرہ ان یصلی الرجل فیہا الخاصۃ نفسہ وهذا قول الامام اہل الشام وفقہہم وعالمہم وهذا هو الاقرب ان شاء اللہ تعالیٰ وقد روی عن حماد بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ انہ کتب الی عاملہ الی البصرة علیک ہاربع لیلای من السنۃ فان اللہ یفرغ فیہم الرحمة اخرہا اقل لیلۃ من رجب ولیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ الفطر ولیلۃ الاضحیٰ و فی صحتہ عنہ نظیر قال الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلغنا ان الدعاء یستحب فی خمس لیلۃ الجمعۃ والعیدین واولی رجب ونصف شعبان قال واسحب کل ما حکمت لی هذا الیل ولا یجوز اعلام اسم اللہ تعالیٰ ثلاث لیلۃ نصف شعبان ویخرج فی استحب قیامہا عند ربائتہ من التوابع عنہ فی قیام لیلای العیدین فانہ فی روائتہ یستحب قیامہ جماعۃ لانه لم یقل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یسجد بہ سوا استجبہا فی روائتہ لعلہا لرحمن وروی عنہ بن الاسود لذلک وهو من التابعین فکان ذلک قیام لیلۃ النصف لویثبت فیہا شیء عن الشیخ صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن اصحابہ وثبت فیہا عن طائفة من التابعین من احیاءہ فقہائہ اهل الشام (طائفة المعاریف ص ۱۴۲)

” شام کے بعض تابعین جیسے خالد بن معدان، نیکول، عثمان بن عامر وغیرہم شب نصف شعبان کا تعظیم کرتے تھے اور اس میں زیادہ عبادت کرنے کی کوشش کرتے تھے“

انہی سے لوگوں نے اس رات کی فضیلت اور عظمت کو سنے لیا، اور رشتوں سے کہا گیا ہے کہ ان کو اس بارے میں اس سلسلہ کی روایات پہنچی ہیں، جب ان کا یہ عمل مختلف شعبوں میں مشہور ہو گیا تو علماء نے اس میں اختلاف کیا، بعض نے قبول کر لیا اور اس رات کی تعظیم میں ان سے موافقت کی، ان میں بصرہ کے عابدین وغیرہم کی ایک مختصر سی جماعت ہے، اور اکثر علماء حجاز نے اس سے انکار کیا، ان میں عطاء وادابن ابی مسیکہ رحمہما اللہ تعالیٰ بھی ہیں، عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے فقہا وریضہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے اصحاب اور دوسرے فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ سب بدعت ہے،

پھر اس شب میں عبادت کے بارے میں اہل شام کے رد قول ہیں:

ایک یہ کہ مساجد میں باجماعت نوافل پڑھے جائیں، خالد بن معدان اور یحییٰ ابن عامر وغیرہ اس رات عمدہ لباس پہنتے تھے، خوشبو لگاتے، سرمہ لگاتے اور مسجد میں باجماعت نوافل پڑھتے، اسحاق بن راہویہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے، فرماتے ہیں کہ مسجد میں باجماعت پڑھنا بدعت نہیں۔

دوسرا قول یہ کہ مساجد میں نماز، وعظ اور دعا کے لئے اجتماع مکروہ ہے، انفرادی نماز پڑھنا مکروہ نہیں، یہ قول اہل شام کے امام، نقیب، عالم، امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے، اور یہی سنت سے قریب تر ہے ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ انھوں نے بصرہ میں اپنے عامل کی طرف لکھا:

”چھ راتوں میں عبادت سنت ہے، ان راتوں کا اہتمام کرو، ان میں اللہ تعالیٰ خوب رحمت برساتے ہیں، رجب کی پہلی رات، شعبان کی چند راتیں، عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات“

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس روایت کی صحت مفوض ہے،

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہمیں خبر پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے۔ جمعہ، عیدین، رجب کی پہلی اور نصف شعبان کی راتیں، ان راتوں کے بارے میں جو باتیں بھی نقل کی

گئی ہیں میں ان کو مستحب سمجھتا ہوں ۵

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نصف شعبان کی رات کے بارے میں کوئی تصریح معروف نہیں، آپ سے عیدین کی راتوں کے بارے میں دو روایات ہیں :
ایک روایت میں باجماعت قیام کو پسند نہیں فرمایا مگر اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں۔

دوسری روایت میں اس کو پسند فرمایا ہے اس لئے کہ عید الفطر میں بنی یزید بن المکرم اور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا ہے اور آپ تا بھی ہیں، اور اکابر فقہاء اہل شام میں سے تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت سے بھی ثابت ہے ۶
(۴) وقال الامام ابو بکر الطرطوشي رحمه الله تعالى عنه :

وروي ابن فضال عن زهير بن اسلم رحمه الله تعالى قال : ما ادرنا ان هذا من مشيختنا ولا نقهائنا بل نقهاتون الى النصف من شعبان ولا يلتفتون الى حديث مكحول ولا يروون لهما فضلا على ما سواهما ،

وقيل لانه ابى مليكة ان يروى هذا الحديث يقول ان اجريئة النصف من شعبان كاجريئة القدر ، فقال : لو سمعت زهير بن اسلم لعصا لضربت ، وكان زهير قاصدا للاحداث والهيئات من ۱۳۰

”زیر بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

”ہم نے اپنے شیخ و فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کو بھی ایسا نہیں پایا جو نصف شعبان یا عید الفطر کی طرف کوئی التفات کرتا ہو، یہ حضرات اس رات کی دوسری عام راتوں پر کوئی نصیحت نہیں سمجھتے تھے۔

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا کہ زید بن اسلم کہتا ہے :

”شب نصف شعبان کا اجر بیلہ القدر کے برابر ہے ۷

یہ شخص کہ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

”اگر میں اس کو یہ کہتے سنوں اور میرے ہاتھ میں لاشی ہو تو اس کو لاشی سے

ماروں ۸ ————— یہ زیادہ فقہ خوان تھا ۹

(۵) وقال العلامة محمد طاهر البغدادي رحمه الله تعالى :

تحقیق شب برات ————— ۱۴

قال زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ : ما أدركت أحدا من مشايخنا أو فقهائنا يلتفتون إلى ليلة الإبرامة وفضائلها على غيرها وقال ابن دحية : أحاديث صلوات الإبرامة موضوعة زوائد مقطوعة ومن عمل بمحذوهم انكفأ به فهو من حذام الشيطان (تذكرة الموضوعات ص ۴۵)

زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

”ہم نے اپنے مشایخ و فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کو بھی شبِ برات کی فضیلت کی طرف التفات کرتے نہیں پایا۔“
ابن دحیہ فرماتے ہیں :

”صلواتِ برات کے بارے میں جتنی بھی روایات ہیں سب موقوف ہیں اور ان میں سے ایک موقوف ہے، جو شخص ایسی روایت پر عمل کرتا ہے جس کا جھوٹ ہونا ثابت ہو جائے وہ شیطان کے غلاموں سے ہے۔“
(۶) آخر میں ”الحاق“ کے تحت ہے۔

ائمۃ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ :

اد پر نمبر ۶ کے تحت نمبر ۲ میں حافظ ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق شبِ نصف شعبان سے متعلق ائمۃ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال کی تفصیل یہ ہے :

حضرت امام اعظم اور آپ کے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ :

ائمۃ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کے بھی نصف شعبان کے بارے میں کوئی قول منقول نہیں۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ :

آپ سے بھی کوئی قول منقول نہیں۔

اصحاب مالک رحمہم اللہ تعالیٰ :

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ اس شب کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ :

آپ فرماتے ہیں :

”زمیر خبر بخشی ہے..... میں ان کو مستحب سمجھتا ہوں۔“

تحقیق شبِ برات

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پورے کلام پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا یہ خیال بعض تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے پہنچنے والی روایات پر مبنی ہے، آپ کے علم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی روایت نہ تھی اس پر شواہد یہ ہیں :

① بلغنا "ہم خبرنا بھی ہے"

آپ کے علم میں کوئی حدیث ہوتی یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی قول ہوتا تو بیان فرماتے۔

② واستحبہ کل ما حکیت فی ہذا اللہیا

"ان باتوں کے بارے میں جو باتیں بھی نقل کی گئی ہیں میں ان کو مستحب سمجھتا ہوں"

اس سے بھی ثابت ہو کہ آپ کا قول استحباب صرف بعض تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے

پہنچنے والی روایات پر مبنی ہے، پھر وہ روایات بھی کسی پختہ سند سے آپ تک نہیں

پہنچیں، "مرویت" صیغہ تضعیف ہے، یہاں وہ بھی نہیں اس کی بجائے "حکیت" ہے

جو اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔

اور وجہ کی پہلی اور عیدین کی باتوں میں عبارت کی تفسیلات کے بارے میں کوئی روایت بھی

قابل قبول نہیں،

قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ الْقَيِّمِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى :

كل حديث في ذكر صوم وجبه وصلاة بعض العلماء فيه فهو كذب مفترون

(المنازل السنية ص ۹۶)

"ہر وہ حدیث جس میں وجہ کے روزے اور اس کی کسی رات میں نماز کا ذکر ہے

وہ جھوٹ اور افتراء ہے۔

علامہ شرفکافی اور دوسرے تادین حدیث کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

قَالَ العلامة الانباري :

(من احيا ليلة الفطر وليلة الاضحية لم يمست قلبه يوم توبت القلوب) موضوع

(سلسلة الضعيفة والموضوعة ج ۱)

"جس نے عیدین کی باتوں میں عبادت کی اس کا دل اس دن نہیں مرچکا جس دن دل

میری گئے، یہ حدیث موضوع ہے"

وقال ايضا :

”من قام ليلة العیدین بحسب الله لوجعت قلبه يوم توت الطلوع“ ضعیف جدا
(حوالہ بالا)

”جس نے اللہ تعالیٰ سے اجر کی نیت سے عیدین کی راتوں میں نماز پڑھی اس کا دل نہیں
مرے گا جس دن دل مرے گا، یہ حدیث بہت زیادہ ضعیف ہے“

حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ :

آپ سے کوئی روایت منقول نہیں :

یہ امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۷۴۰ھ کی تحقیق ہے مگر محمد بن مفلح رحمہ اللہ تعالیٰ
متوفی ۷۳۰ھ فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے فضیلت کی روایت منقول ہے و تصد :
وایلة النصف لها فضیلة فی المنقول عن جلیل رحمہ اللہ تعالیٰ ، وقد روى احمد و
جماعة من اصحابنا و غیرهم فی فضائلہ اشیا و مشاہیرہ فی کتبہ الحدیث

(کنز الدقائق ، کتاب النبیؐ ، ۱۳ : ۱۱۸)

یہ دونوں حضرات ضعیل ہیں اور دونوں ایک ہی زمانہ میں گزرے ہیں اور دونوں ایک
ہیں شہر دمشق کے رہنے والے ہیں ، ابن مفلح مقدسی شہر دمشق ہیں اور ابن رجب بغدادی
شہر دمشق۔ اس کے باوجود اپنے امام سے روایت کے بارے میں اختلاف ہے ، رفع تعارض
کی یہ صورتیں ہو سکتی ہیں :

① فی المنقول میں ابن رجب سے روایت مذہب مراد نہیں ، روایت حدیث مراد ہے لہذا
ہو فلا حد من قولہ ”کتاب الحدیث“ روایت حدیث روایت مذہب کو مستلزم نہیں۔
② قیام نصف شعبان کی کوئی مستقل روایت نہیں بلکہ اس کی تخریج قدام لہذا
الحدیث سے کی گئی ہے ، لہذا قال ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ ۔

③ ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ زیادہ شہور اور زیادہ مقبول ہیں ، اس لئے انکی تحقیق راجح
معلوم ہوتی ہے۔

ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ابن مفلح رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات سے بیس سال بعد
ہوئی ہے ، اس کے باوجود وہ روایت احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں۔ اس سے ثابت ہوا ہے
کہ وہ قول ابن مفلح رحمہ اللہ تعالیٰ کے محل سے بخوبی واقف ہو گئے ، خواہ وہ ابن و محامل میں سے

کوئی ہجو میں نے لکھے ہیں یا کوئی اور۔

اگر امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی روایت ہو بھی تو وہ اتنی غیر معروف ہے کہ تفسیر صمدی کے وسط سے آٹھویں ص، ہی کے آخر تک ساڑھے پانچ سو سال کے طویل عرصہ میں بھی مذہب غلطی کے حامل القدر امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکی۔

دوسرا اختلاف :

ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۷۹۵ھ کی تحقیق مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ فقہاء اہل مدینہ، اصحاب مالک اور اکثر علماء حجاز نفس قضیلت ہی کے منکر ہیں اور غم غیظی فرماتے ہیں کہ یہ حضرات نفس قضیلت کے منکر نہیں صرف اجتماع واحتمال کو بدعت قرار دیتے ہیں یا نظر اٹھا سنبھال کے قائل ہیں۔ کذا نقل عن الزیلعی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۵۲۵ھ فی الاختلاف (۳۲۷:۱۲)

وکن اقل الشریعات (رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۰۹۹ھ ولدیعة فی الحدیث والحدیث والحدیث والحدیث) تطبیق کی کوئی صورت نظر نہیں آتی لہذا صورت ترجیح ہی متعین ہے، ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ مذہب کے شہور امام ہونے کے علاوہ بخاطر ملان و درجہ بھی بہت مستقیم ہیں، غم غیظی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۷۹۵ھ دو سو سال بعد گزرے ہیں، پھر آپ سے نقل کی "زیدی" تکمیل سوال کا فصل ہے، اگر غیظی کی کسی کتاب میں ہے تو وہ ابن رجب کی کتاب میں معروف نہیں۔

شریعتی رحمہ اللہ تعالیٰ ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ سے تین سو سال بعد گزرے ہیں، آپ نے کوئی حوالہ بھی تحریر نہیں فرمایا، ممکن ہے کہ غم غیظی ہی سے نقل کیا ہو، جس کا حال اور پر لکھا جا چکا ہے اس لئے قول امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مقابلہ کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

اس اختلاف کا اس حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے نصف شعبان کی قضیلت کے بارے میں کسی قسم کی کوئی روایت نہیں۔

یہ تحقیق آخر ابوہریرہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملتی تھی، اس میں شبہ نہیں کہ چاروں ائمہ کے جمہور مستندین نفس قضیلت کے قائل ہیں۔

روایت سہمہ :

قال الامام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ :

وفی فضلہ لیلۃ نصف شعبان احادیث اخر متعدۃ وقد اختلف فیہا اضعافاً کثیرۃ و صحیح ابن حبان بعدہا وخرج فی صحیحہ ومن امثالہا حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال

فقد رتب النبي صلى الله عليه وسلم للحديث أخرجه الامام احمد والترمذي وابن ماجه ورواه الترمذي عن
الرجز بن ابي خضعة راجعاً لضعف العادي عن ۱۱۳۲

”شب نصف شعبان کی فضیلت میں اور متعدد احادیث ہیں جن میں اختلاف ہے، کثر ثبوت
نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے، ابن حبان نے ان میں سے بعض کو صحیح کہا ہے اور اسی کتاب
”صحیح ابن حبان“ میں ذکر کیا ہے، ان میں سب سے بہتر حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔
اس حدیث کی تخریج امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کی ہے امام بخاری
اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے ۵

اس سے ثابت ہو اگر جس حدیث کو ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح سمجھ کر اپنی کتاب میں درج
فرمایا ہے وہ اس حدیث سے بھی زیادہ ضعیف ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ضعیف قرار دیا ہے۔
ضعیف حدیث کے حکم کی تفصیل رسالہ ”حدیث ضعیف پر عمل کرنے میں مفاسد“ میں ہے۔

الحاق :

بوقت تحریر منکرین فضیلت کی تفصیل سے متعلق پانچ کتابیں سامنے تھیں جن کی عبارات
لکھی جا چکی ہیں، تکمیل تحریر کے بعد چھٹی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم ابن تیمیہ میں بھی منکرین
تفضیل کا بیان مل گیا جو درج ذیل ہے :

⑥ قال الامام ابن تيمية رحمه الله تعالى :

ومن العباد من الساتر من اهل الذنوب في يوم من الخلف : من انكر فضلهما
وطعن في الاحاديث الواردة فيها كحديث “ان الله يغفر ذنبا لا كفر من عدو شعير
عظم بنى كلبه“ . وقال : لا فرق بين هذا وبين غيره .

نكتة الذی علیہ کفر من اهل العلم والاکثر هم من اصحابنا وغیرهم : من انقضوا
وعلیہ يدل ان نص احمد رحمه الله تعالى ، استند بالاحادیث الواردة فيها ، وما يصدق
ذلك من الآثار السلفية وروى بعض فضلائها في السني والسنن ، وان كان قد
وضع فيها اشياء اخر . فانما صوم يوم النصف مفردا فلا اصل له بل افرادة مكررة
(اقتضاء الصراط المستقیم ص ۲۸)

”اہل مدینہ سے علماء سلف اور غیر اہل مدینہ سے بھی بعض علماء خلف نے اس
بات کی فضیلت کا انکار کیا ہے اور اس بارے میں احادیث واردہ کو ناقابل

اعتبار قرار دیا ہے،

لیکن بہت سے یا اکثر اہل علم اس کی فضیلت کے قائل ہیں، امام احمد رحمہ اللہ
تعالیٰ کی تصریح سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، اس بارے میں متعدد احادیث اور
آثار سلف کی وجہ سے، اس بات کے بعض فضائل مسانید و سنن میں مروی ہیں
اگرچہ اس میں یقیناً کئی خود ساختہ اور منکھڑت چیزیں بھی داخل کر دی گئی ہیں۔
اس دن کے روزہ کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ نہ اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔
اس سے اسود ذیل ثابت ہوئے :

① امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت تفصیل کا ثبوت،

تاہم یہ حقیقت نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ۷۲۸ھ
میں ہوئی ہے اور امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ۷۴۰ھ میں۔ شش سو سال کی طویل مدت
میں بھی یہ روایت امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ پائی جبکہ آپ مذہب منہج
کے مشہور امام ہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بہت ہی غیر معروف ہے اسی لئے امام
ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ولا یعرفہ الا امام احمد لکھ اللہ تعالیٰ کلام" لکھ دیا ہے۔

② اس سے امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کی مزید تائید ہو گئی اور یہ حقیقت مزید واضح
ہو گئی کہ علماء مدینہ و اصحاب ملک رحمہم اللہ تعالیٰ نفس فضیلت کے منکر ہیں، خیم غیبی رحمہ اللہ تعالیٰ
کا یہ خیال صحیح نہیں کہ یہ حضرات صرف اجتماع و احتفال کے منکر ہیں نفس فضیلت کے قائل ہیں۔
علامہ طروش اور علامہ پٹنی رحمہما اللہ تعالیٰ کی تحریرات میں بھی نفس فضیلت کے انکار کی
تصریح مکر رہی ہے اور زید بن اسلم رحمہ اللہ کا یہ ارشاد بھی :

ما اذ رکت احدنا من مشایخنا وفقہائنا یلقون الی لیلۃ الایمانہ وفضلنا علیہم
"ہم نے اپنے مشایخ اور فقہاء میں سے کسی ایک کو بھی ایسا نہیں پایا جو شہ پرست کی
طرت کوئی انکسار کرتا ہو اور اس کو دوسری باتوں پر فضیلت دیتا ہو ؟"

زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ بہت جلیل القدر تابعی اور بہت بڑے محدث و فقیہ ہیں، آپ کے
مشایخ و فقہاء حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور کبار تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں، اور اس بات
نقہ، مدینہ ہی حضرات ہیں، اس لئے کہ آپ مدنی ہیں۔ واللہ مدینہ و قعاقہ اعلم۔

۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۳ ہجری

شبِ برات اور مسلمان

== اس زمانہ کے مسلمانوں کا ذوق ==

○ — ترک منکرات و معاصی ظاہر و باطنہ کی بجائے صرف فضائل کی طرف توجہ اور دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود کے لئے اسی کو کافی سمجھنا، بلکہ اسی سے ولایت کے تمام درجات حاصل کر لینا۔

○ — فضائل مآثورہ کو چھوڑ کر خود ساختہ فضائل اور روایات موضوعہ کا اتباع۔

== صراطِ مستقیم ==

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات کے مطابق دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی و کامرانی کا واحد راستہ یہ ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کی کوشش کی جائے،

جی کرا اللہ! بکثرت جاری رکھنے کا اہتمام کیا جائے اور عبادتِ نافلہ زیادہ سے زیادہ کی جائیں مگر طریق مسنون کے مطابق سے

بزد و درخ کوش و صدق و صفا

و سیکن میفرائے بر مصطفیٰ !



بسم اللہ ورحمۃ اللہ علیہ

شبِ برات میں شیعہ کی خباثت

سوال : شبِ برات میں حلو پچکانے اور آتش بازی کا شرعیستوں کوئی ثبوت ہے؟ یقیناً تو جھوٹا۔

الجواب باسم ملہم الصواب

اس بات کا نام ”شبِ برات“ کسی حدیث سے ثابت نہیں، اس شب میں استغفار و توبہ پر مغفرت اور عذابِ جہنم سے نجات کے بارے میں ضعیف روایات ہیں، شاید اس وجہ سے اس کا نام ”شبِ برات“ مشہور ہو گیا ہو، برات بمعنی نجات۔

بعض کا خیال ہے کہ یہ نام شیعہ نے رکھا ہے، وہ اس میں حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تہرا کرتے ہیں اس لئے اسے ”شبِ برات“ کہتے ہیں یعنی ”تہرا کی رات“ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ”تہرا“ کی جگہ اسی کا ہم معنی لفظ ”برات“ لگا کر مسلمانوں میں پھیلا دیا۔

یہ خیال کچھ بعید نہیں بلکہ قرین قیاس ہے، اس لئے کہ یہ حقیقت کوئی دھکی چھپی نہیں کہ شیعہ نے بذریعہ تقیہ اور مکر و فریب اپنے مذہب کے بہت سے عقائد مسلمانوں کی قلوب کی گہرائیوں میں اس طرح اتار دیئے ہیں اور راسخ کر دیئے ہیں کہ مسلمان ان کو بلاشبہ عقائدِ اسلام سمجھ رہے ہیں اور بیشمار باتیں نہایت مکاری و عیاری سے مسلمانوں میں اس طرح عام پھیلا دی ہیں کہ ان کو اس کا کوئی شعور نہیں، ان میں سے صرف چند مثالیں رسالہ منکراتِ محرم میں دیں۔

شیعہ کا خیال ہے کہ نصف شعبان کی شب میں ان کے امام مہدی کی

ولادت ہوئی ہے اس لئے وہ اس رات اور دن کو بہت مبارک سمجھتے ہیں، ولادتِ امام کی خوشی میں حلوٰ خوری اور آتش بازی کرتے ہیں، پٹانے چھوڑتے ہیں اور امام مہدی کے خلیفہ سوم حسین بن روح کے نام پر چوں میں اپنی حاجات لکھ کر کنوئیں یا دریا میں ڈالتے ہیں تاکہ وہ ان کی درخواستیں امام مہدی کے ہاں پیش کرے۔

نصف شعبان کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ عمل بہت مشہور اور ان کی کتابوں میں مذکور ہے، جن میں سے کتاب "تحفۃ العوام" اس زمانے میں بہت مشہور و مقبول ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ولادتِ مہدی کا خیال ہی سرے سے باطل اور ان کا من گھڑت افسانہ ہے چہ جائیکہ اس کی نصف شعبان کی طرف نسبت۔ مذہبِ شیعہ میں تیسرے امام "حسین" کے سوا ہر امام کا امام سابق کی اولاد میں ہونا ضروری ہے، اور اصول کافی وغیرہ کی تصریح کے مطابق گیارہواں امام "حسن عسکری" لا ولہ تھا، حکومت نے پوری تفتیش اور مکمل تحقیق کے بعد اس کو لا ولہ قرار دیکر اس کے بھائی کو میراث دلائی۔

شیعہ کو اپنے اس عقیدہ کے مطابق حسن عسکری کی اولاد سے بارہواں امام ثابت کرنے کی مشکل پیش آئی تو اس کو حل کرنے کے لئے یہ افسانہ گھڑا کہ حسن عسکری کے انتقال سے چار یا پانچ سال پہلے اس کے گھر امام مہدی پیدا ہوا جو عوام کو نظر نہیں آتا تھا اور حسن عسکری کے انتقال سے دس روز پہلے صرف چار یا پانچ سال کا یہ بچہ چالیس ہاتھ لبا اور ادب کی ران جتنا موٹا قرآن اور تمام انبیاء سابقین علیہم السلام پر نازل شدہ کتابیں اور وہ سارا سامان جو ہر امام کے پاس رہتا تھا سب اٹھا کر غارِ سرمن راہی میں غائب ہو گیا،

یہ پوری تفصیل اصول کافی میں کئی مختلف ابواب میں ہے۔
 بزرگ شیعہ مہدی کی غیبت صغریٰ کی ابتداء سے غیبت کبریٰ تک
 اس کے چار نائب علی الترتیب گزرے ہیں جن کو مہدی کے مقام رہائش
 کا علم تھا :

① ابو عمر عثمان بن سعید

② محمد بن عثمان بن سعید

③ حسین بن روح

④ علی بن محمد

حاجت براری کے لئے پہلے دو کو غالباً اس لئے پسند نہیں کیا کہ
 اول کا نام عثمان ہے اور اس نے اپنے ایک بیٹے کا نام عمر رکھا۔
 دوسرے نائب کو اس لئے چھوڑا کہ نائب اول "عثمان" کا بیٹا ہے۔
 شیعہ ولادت مہدی کی خوشی میں اس رات حلو انوری کیے تھے۔
 مسلمانوں کو یوں دھوکا دیا :
 "سہس تاریخ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک
 شہید ہوا تھا اس لئے حلو ا کھاؤ۔"

حالا حکم وہ غزوہ احد کا واقعہ ہے جو سوال میں ہوا ہے ، پھر یہ بھی
 عجیب عشق ہے :

"محبوب کا دانت شہید ہوا تم حلو ا کھاؤ۔"

۵ ہم فراقِ یار میں گھل گھل کے ہاتھی ہو گئے
 اتنے گھلے اتنے گھلے رستم کے ساتھی ہو گئے

واللہ العلام من جمیع الفتن

۲۱ شعبان ۱۴۱۱ ہجری

نصف شعبان میں ایصالِ ثواب

سوال : شعبان کی پندرہویں رات قبرستان میں جانے اور اموات کو ایصالِ ثواب کرنیکا عام دستور ہے، اس بارے میں سرایت کا کیا حکم ہے؟ بیٹو! توجروا
الجواب باسم ملہم الصواب

امداد الفتاویٰ میں اس پر طویل بحث ہے، جسکا خلاصہ یہ ہے :
مولانا محمد صدیق صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق اس رات میں ایصالِ ثواب ثابت نہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بقیع تشریف لیجانا اور دعا ثابت ہے مگر یہ اس رات کی خصوصیت نہ تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزانہ کاموں اور عادت مستمرہ تھی۔
حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آخر میں نصف شعبان کے ذکر سے اس رات کی تخصیص معلوم ہوتی ہے مگر بقول ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت کی تفسیف فرمائی ہے، اس روایت میں نصف شعبان کی زیادتی میں حجاج مستفرد ہے ہوسیتی الحفظ اور مجروح ہے، علاوہ ازیں اس میں دو جگہ انقطاع ہے، حجاج کو کبھی سے اور کبھی کو عروہ سے سماع حاصل نہیں۔

اس زیادتی کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی اس سے استدلال صحیح نہیں، اس لئے کہ اس میں خروج الی البقیع کی وجہ بتانا مقصود نہیں بلکہ وقت معہود سے قبل خروج کی وجہ بتانی گئی ہے، عادت مستمرہ آخر

یل میں خروج کی تھی مگر اس شب اول ییل میں خروج ہوا، اس لئے کہ دوسری راتوں میں سماء دنیا کی طرف نزول آخر ییل میں ہوتا ہے اور اس شب ابتدا ییل سے ہی ہو جاتا ہے، اس لئے قبرستان میں جا کر دعا کرنے کو اس رات کے احکام و فضائل میں شمار کرنا صحیح نہیں۔

دوسرے علماء قبرستان جا کر اسوات کے لئے دعا کرنے کو حدیث مذکور کا مدلول قرار دیکر استحباب کے قائل ہیں، مگر فساد اعتقاد و قباہ عملیہ کے پیش نظر قبرستان جانے سے منع فرماتے ہیں۔

ایصالِ ثواب کے لئے اس شب کی تخصیص کے عدم ثبوت پر سب کا اتفاق ہے اس شب کی فضیلت کی وجہ سے اس میں صدقہ کرنے میں مضائقہ نہیں، مگر عوام کے زعم تعین و تخصیص کی وجہ سے اس سے منع فرمایا ہے۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے بہشتی زیور اور اصلاحات الرسوم میں ایصال

ثواب کی سنیت تحریر فرمائی ہے جس سے امداد الفتاویٰ میں رجوع کا اعلان فرمایا ہے اور یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اصلاح الرسوم کہیں طبع کی جائے تو اس مقام پر یہ رجوع بطور حاشیہ لکھ دیا جائے۔

امداد الفتاویٰ جلد چہارم کی ابتداء میں طویل بحث کے بعد آخر میں اکابر علماء دیوبند کا فیصلہ درج ہے جس کا خلاصہ اور پر لکھ دیا ہے اور رسالہ ”تحقیق شب بارات“ میں یہ فیصلہ پورا نقل کر دیا ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

۸ شعبان ۱۴۱۱ھ





کھنکھایا کہ بھائی! اے حقیق! تجھ کو کون سا شیخ (مسلم)
انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جو بات بھی کہے وہ تحقیق پر مبنی نہ ہو



حَدِیث ضعیف

پر
عمل کرنے میں مفاسد



حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

اصول حدیث میں ایک بہت اہم قاعدہ

حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تفسیحات

عقل سلیم و فہم مستقیم

تفسیرات زمانہ پر فقیہانہ نظر

اپنے موضوع میں منفرد تنقید بے مثال تحقیق

حدیث ضعیف پر عمل کرنے میں

مفسر

تالیف: تالیف ————— رمضان ۱۴۱۱ھ

شایعہ اشاعت: ————— ۱۴۱۳ھ

عام طور پر مشہور ہے کہ فضائل میں حدیث
ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے۔

اس رسالہ میں

حدیث، اھوال حدیث و فقہ و فقہ سے

ثابت کیا گیا ہے کہ یہ حکم عام نہیں بلکہ اس کے لئے

بہت سی قیود و شروط ہیں جو اس زمانہ میں مغفوری

لہذا فضائل میں بھی حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز

نہیں۔

عمل بالحدیث الضعیف میں مفاسد

سوال : مشہور ہے کہ فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے، کیا یہ مطلقاً صحیح ہے یا اس میں کوئی تفصیل ہے؟ بیڈنوا تو حرجاً

الجواب ہاں اور ماہر العلماء نے

ضعیف حدیث پر عمل کرنے میں مندرجہ ذیل مفاسد ہیں :

① اس میں یہ شرط ہے کہ اس عمل کو سنت نہ سمجھا جائے،

اور حال یہ ہے کہ جو ہم تو درناؤ خواہیں بلکہ مشہور علماء ائمہ مقتدی حضرات بھی ایسے اعمال کو سنت سمجھتے ہیں، بالخصوص شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب ”ہاشیہ بالسنة“ کا نام دیکھ کر اس میں مذکورہ سب اعمال کو مستحب سمجھا جاتا ہے، حالانکہ اس میں بھی اکثر روایات اسی قسم کی ہیں۔

② یہ شرط بھی ہے کہ روایت ضعیف سے کوئی حکم شرعی ثابت نہ کیا جائے،

اور اعتقاد فضیلت حکم شرعی ہے البتہ خیال فضیلت حکم شرعی نہیں۔

③ یہ شرط بھی ہے کہ روایت میں ضعف شدید نہ ہو،

اور فضائل سے متعلقہ اکثر روایات کا حال یہ ہے کہ صرف ضعیف شدید ہی نہیں، بلکہ

موضوعہ ہیں، بیشتر کتب موضوع ہونے کی تو اصحاب فن نے تصریح فرمائی ہے اور بقیہ کے بارے میں بھی ہر جہہ ذیل یہی ظن غالب ہے۔

④ ان کے روادع وضاع، روافض اور صوفیہ میں۔

وضع احادیث میں روافض کا کردار اتنا واضح اور اس قدر شہید ہے کہ مزید وضاحت کی حاجت نہیں، علاوہ ازیں اس کی تفصیل تحریر میں لانے کے لئے مختصر مضمون کافی نہیں، دفاتر کے دفاتر درکار ہیں۔

وضع احادیث کے فن میں صوفیہ کے کارناموں سے بھی کتب حدیث و رجال بھری پڑی ہیں۔

قال الامام مسلم رحمه الله تعالى :

قال يحيى بن سعيد القطان رحمه الله تعالى لم نر الصالحين في شيء
أكذب منهم في الحديث (التي قوله) لم نر اهل الخير في شيء أكذب منهم
في الحديث قال مسلم يقول يحرم الكذب على لسانهم ولا يتعدون
الكذب -

وقال العلامة العثاق رحمه الله تعالى :

قال عياض رحمه الله تعالى وقد يقع في الكذب على رسول الله صلى الله
عليه وسلم من غلبت عليه العبادة ولم يكن معه علم فيضع الحديث في
فضائل الاحمال ووجوه البر ويتساهلون في رواية ضعيفها ومنكروها و
موضوعاتها كما قد حكى عن كثير منهم واعتوت به بعضهم وهو ضيعون
لقلة علمهم عن انهم يحسنون مشعاها والحكايات في هذا الباب كثيرة ذكر
بذلك منها السيوطي رحمه الله تعالى في النور (ريب - فتح الملاحم ج ۱)
(۲) چوتھی صدی تک ان روایات کا وجود نہیں ملتا، صرف متأخرین کی تصانیف
میں ہیں، مثلاً شیخہ القادریؒ اپنی رحلتہ تعالیٰ کی طرف منسوب "غنیۃ الطالبین"
ابوطالب مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کی "تربۃ القلوب" امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی
"احیاء العلوم" - "ذاتہ القلوب" "تکیمیائے سعادت" حافظ جلال الدین سیوطی
رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف اور شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی "ماشبہ بالسنة"
کتاب متقدمین میں کسی حدیث کا وجود نہ ملتا اسکے موضوع ہونے کی دلیل ہے،
قال الامام البیہقی رحمه الله تعالى :

من جاء اليوم بخديث لا يوجد عند الجميع لا يقبل (فتح المغیث ص ۱۱)

مقدمۃ ابن القلاح ص ۱۱

وقال الشاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ :

ولقد راجع احادیثی کہ نام و نشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نبود و متأخرین
اکن را روایت کرده اند پس حال آنکہ از روشنی خالی نیست با سلف تفحص کردند
و آنہا را اصل نیافتہ اند تا مشغول بروایت آنہا می شدند یا یافتہ دوران قدیمی

وعلیٰ دیدند کہ باعث شدہ ہمہ آنہا را بر ترک رعایت آنہا،
وعلیٰ کل تعدا یسارین احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عمل
بآنها تمسک کردہ شود و لیکن ما قال بعض الشیوخ فی امثال ہذا ۵
فان کنت لاتدری فلتک مصیبة
وان کنت تدری فامصیبة اعظم

واین قسم احادیث را بسیار سے از محدثین زورہ است و بہت کثرت طرق این احادیث
کہ درین قسم کتب موجود مغرور شدہ حکم بر قوت اثر آنہا نودہ و در مقام قطع و یقین بہان
تمسک جستہ برخلاف احادیث طبقات اولی و ثانیہ و ثالثہ مذہبہ بر آورده اند و درین
قسم احادیث کتب بسیار مصنفہ شدہ اند۔ (الی قولہ) وایہ تصانیف شیخ جلال الدین
سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ در رسائل و نوادر خود ہمین کتابہاست (مجاہد نانہ ص ۷)
امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۴۵۸ھ یا پانچویں صدی کے نصف اول میں گزشتے ہیں،
تیسری صدی میں امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرائ پر پورے
اسلامی قلم و دہیں جلیل اللہ رحمہ اللہ نے خوب محنت و جانفشانی اور بہت تخفیر
تعمید سے تدوین حدیث کا کام مکمل کر لیا تھا اس لئے حضرت ثناء ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے
ارشاد فرمودہ اصول کے مطابق چوتھی صدی میں پیدا ہونے والی روایات بھی طبقہ راہبہ میں
داخل معلوم ہوتی ہیں، مزید توسیع سے کام لیا جائے تو پانچویں صدی کی روایات تو اسام بیہقی
رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق یقیناً ناقابل قبول ہیں۔

کتاب مذکورہ کی روایات کے غیر معتبر ہونے پر صرف یہی دلیل نہیں کہ متقدمین کے ہاں
ان کا کوئی شراخ نہیں ملتا بلکہ اس سے بھی بڑی آفت یہ ہے کہ ان کے رواۃ و ضماخ
روایات، صوفیہ، متاکیرو مجاہدیل ہیں لہذا حفظ احادیث لہ مسئلہ من فن الرجال۔

۲۷، جب، میلہ عرفہ والعبیدین میں عبادت کی فضیلت سے متعلق روایات
سب اسی قسم کی ہیں، نصف شعبان کے بارے میں بھی اکثر روایات کا یہی حال ہے۔

یہ صحیح ہے کہ روایات ضعیفہ کے تعدد سے قوت آجاتی ہے مگر کتب مذکورہ کے بیشتر
رواۃ ایسے ہیں کہ ان جیسوں کا عدد ہزار سے بھی بڑھ جائے تو بھی ان پر اعتماد کرنا جائز
نہیں، الخبیث لا یضیل الاخبثا۔

ادھر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق گزر چکی ہے کہ ایسی روایات کو بہت سے محدثین بھی مستحضرات شمار کرنے لگے ہیں جن کا اصلاً کوئی ثبوت ہی نہیں۔

۲۔ درجہ ب کی تو کوئی فضیلت ہے ہی نہیں اس سے متعلقہ سب روایات ووافض کی لحاظ زاد ہیں۔

نصف شعبان کے بارے میں اکثر روایات موضوع ہیں، بعض ضعیف ہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے، بعض علماء نے ان کو بھی رد کر دیا ہے۔ مجبوراً ان روایات کے پیش نظر اس شب کی فضیلت اور اس میں عبادت مطلقہ کا استحباب کے قائل ہیں اس رات میں ایصالِ ثواب اور دن کا روزہ بالاتفاق ثابت نہیں۔ اس زمانہ میں قبرستان جانا بھی بالاتفاق منوع ہے تفصیل رسالہ ”تحقیق شب براءت“ میں ہے۔

شبِ عرفہ و عیدین کی فضیلت ثابت ہے مگر کسی رات یا دن کی فضیلت سے اس میں کسی عبادت غیراً ثورہ کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی، بلکہ اس کی تخصیص سے صراحتاً ممانعت وارد ہوتی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تختصوا ليلة الجمعة بقيام من بعد يوم
الليالي ولا تختصوا يوم الجمعة بصيام من بعد يوم الايام (مسلم)

والله هو العالم من يوم الجمعة لا تختص في الترويح

عمر رمضان سنہ ۱۳۱۱ھ

